

## خطبہ (۹۰)

(۹۰) وَمِنْ حَكْلَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

لَمَّا أُرِيدَ عَلَى الْبَيْعَةِ بَعْدَ قَتْلِ  
عُثْمَارَ:

دَعُونِي وَ التَّسْوُا غَيْرِنِي، فَإِنَّا  
مُسْتَقْبِلُونَ أَمْرًا لَّهُ وُجُوهٌ وَ الْوَانٌ،  
لَا تَقُومُ لَهُ الْقُلُوبُ، وَ لَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ  
الْعُقُولُ، وَ إِنَّ الْأَفَاقَ قَدْ أَغَامَتْ، وَ  
الْبَحَاجَةَ قَدْ تَنَكَّرَتْ.

وَ اعْلَمُوا أَنِّي إِنْ أَجْبَتُكُمْ رَكِبْتُ  
بِكُمْ مَا أَعْلَمُ، وَ لَمْ أُصْغِي إِلَى  
قَوْلِ الْقَائِلِ وَ عَتْبِ الْعَاتِبِ،  
وَ إِنْ تَرْكُتُمْنِي فَإِنَّا كَاحِدُكُمْ،  
وَ لَعَيْ أَسْعِكُمْ وَ أَطْوَعُكُمْ لِمَنْ  
وَلَيْتُمُوهُ أَمْرُكُمْ، وَ آنَا لَكُمْ وَزِيرًا،  
خَيْرُكُمْ مِنِّي أَمْيَرًا!

-----☆☆-----

جب قتل عثمان کے بعد آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کا ارادہ کیا گیا تو  
آپؐ نے فرمایا:

مجھے چھوڑ دو اور (اس خلافت کیلئے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو۔ ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں۔ جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں۔ (دیکھو!) اُنف عالم پر گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ راستہ پہنچانے میں نہیں آتا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر میں تمہاری اس خواہش کو مان لوں تو تمہیں اس راستے پر لے چلوں گا جو میرے علم میں ہے اور اس کے متعلق کسی کہنے والے کی بات اور کسی ملامت کرنے والے کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا اور اگر تم میرا پیچھا چھوڑ دو تو پھر جیسے تم ہو دیسا میں ہوں اور ہو سکتا ہے کہ جسے تم اپنا امیر بناؤ اس کی میں تم سے زیادہ سنوں اور مانوں اور میرا (تمہارے دنیوی مفاد کیلئے) امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔ ط

--☆☆--

ط جب حضرت عثمان کے قتل ہو جانے سے مند حکومت غالی ہوئی تو مسلمانوں کی نظریں امیر المؤمنین علیہ السلام کی طرف اٹھنے لگیں جن کی سلامت روی، اصول پرستی اور سیاسی بصیرت کا اس طویل مدت میں انہیں بڑی حد تک تجربہ ہو چکا تھا، چنانچہ متفقہ طور پر آپؐ کے دستِ حق پرست پر بیعت کیلئے اس طرح ٹوٹ پڑے جس طرح بھولے بھیکے مسافر دور سے منزل کی جھلک دیکھ کر اس کی سمت لپک پڑتے ہیں۔ جیسا کہ مورخ طبری نے لکھا ہے:

فَعَشَى النَّاسُ عَلَيْاً عَلَيْلَةً فَقَالُوا: نُبَايِلُكَ، فَقَدْ تَرَى مَا نَزَلَ بِالْإِسْلَامِ، وَمَا ابْشِلِينَا بِهِ  
مِنْ ذَوِي الْقُرْبَى.

لوگ امیر المؤمنین علیہ السلام پر بحوم کر کے ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آپؐ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام پر کیا کیا مصیبیں ٹوٹ رہی ہیں اور پیغمبر ﷺ کے قریبوں کے بارے میں ہماری کہی آزمائش ہو رہی ہے۔

(طبری، ج ۵، ص ۱۵۶)

مگر امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان کی خواہش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جس پر ان لوگوں نے شور مجایا اور چیخ چیخ کر کہنے لگے کہ: اے ابو الحسن! آپ اسلام کی تبادی پر نظر نہیں کرتے؟ فتنہ و شر کے بڑھتے ہوئے سیالب و نہیں دیکھتے؟ کیا آپ غدا کا خوف بھی نہیں کرتے؟ پھر بھی حضرت نے آمادگی کا اٹھا رہ فرمایا، یونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ پیغمبر ﷺ کے بعد جو ماحول بن گیا تھا اس کے اثرات دل و دماغ پر چھائے ہوئے ہیں، طبیعتوں میں خود غرضی و جاہ پسندی جو پھر کچکی ہے، ذہنوں پر مادیت کے غلاف چڑھ چکے ہیں اور حکومت کو مقصداً برآریوں کا ذریعہ قرار دینے کی عادت پڑ چکی ہے، اب خلافت الہیہ کو بھی مادیت کا رنگ دے کر اس سے کھینا چاہیں گے، ان حالات میں ذہنیتوں کو بدلتے اور طبیعتوں کے رخ موڑنے میں لو ہے لگ جائیں گے۔ ان تاثرات کے علاوہ یہ صلحت بھی کارف ما تھی کہ ان لوگوں کو سوچ سمجھ لینے کا موقعہ دے دیا جائے تاکہ کل اپنے مادی توقعات کو ناکام ہوتے دیکھ کر یہ نہ کہنے لگیں کہ یہ بیعت وقتی نصر و روت اور ہنگامی چذبہ کے زیر اثر ہو گئی تھی، اس میں سوچ بچپار سے کام نہیں لیا گیا تھا جیسا کہ خلافت اول کے متعلق حضرت عمر کا یہ نظریہ تھا جو ان کے اس قول سے ظاہر ہے:

إِنَّ يَسْعَةَ أَيِّ بَكْرٍ كَانَتْ فَلَتَهُ وَقَى اللَّهُ شَرَّهَا، فَمَنْ عَادَ إِلَى مُشَلِّهَا فَاقْتُلُوهُ.  
ابو بکر کی خلافت بے سوچ سمجھے ہو گئی مگر اللہ نے اس کے شر سے بچالیا۔ اب اگر کوئی ایسا کرے تو اسے قتل کر دینا۔  
(تاریخ الحنفی، ص ۶۰)

غرض جب اصرار حد سے بڑھا تو اس موقع پر یہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اس امر کو واضح کیا ہے کہ اگر تم مجھے دنیاوی مقاصد کیلئے چاہتے ہو تو میں تمہارا آکہ کاربننے کیلئے تیار نہیں، مجھے چھوڑ دو اور اس مقصد کیلئے کسی اور کو منتخب کرو جو تمہارے توقعات پورے کر سکے۔ تم میری سابقۃ سیرت کو دیکھ چکے ہو کہ میں قرآن و سنت کے علاوہ کسی کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کیلئے تیار نہیں اور نہ حکومت کیلئے اپنے اصول سے باقاعدہ اٹھاؤں گا۔ اگر تم کسی اور کو منتخب کرو گے تو میں ملکی قانون و آئین حکومت کا اتنا ہی خیال کروں گا جتنا ایک پر امن شہری کو کرنا چاہتے۔ میں نے کسی مرحلہ پر شورش برپا کر کے مسلمانوں کی بیعت اجتماعیہ کو پدا گنہ و منتشر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ اب بھی ایسا ہی ہو گا، بلکہ جس طرح مصالح عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے ہمیشہ صحیح مشورے دیتا رہا ہوں، اب بھی دریغ نہ کروں گا اور اگر تم مجھے اسی سطح پر رہنے د تو یہ چیز تمہارے دنیوی مفاد کیلئے بہتر ہو گی، یونکہ اس صورت میں میرے ہاتھوں میں اقتدار نہیں ہو گا کہ تمہارے دنیوی مقاصد کیلئے سدر اہ بن سکوں اور تمہاری من مانی خواہشوں میں روڑے الگوں اور اگر یہ لڑکا ہو کہ میرے ہاتھوں پر بیعت کئے بغیر نہ رہو گے تو پھر یاد رکھو کہ چاہے تمہاری پیشانیوں پر بل آئے اور چاہے تمہاری زبانیں میرے خلاف کھلیں، میں تمہیں حق کی راہ پر لے چلنے پر مجبور کر دوں گا اور حق کے معاملہ میں کسی کی رو رعایت نہیں کروں گا۔ اس پر بھی اگر بیعت کرنا چاہتے ہو تو اپنا شوق پورا کرو۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان لوگوں کے بارے میں جو نظریہ قائم کیا تھا بعد کے واقعات اس کی پوری پوری تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے ذاتی اغراض و مقاصد کے پیش نظر بیعت کی تھی، جب انہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو بیعت توڑ کر الگ ہو گئے اور بے بنیاد الزامات تراش کر حکومت کے غلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔